تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

جلد نمبر: 7

شمارہ: 11

انٹرنیٹ گزٹ

نومبر 2017ء

المنار

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت-تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن-یو.کے

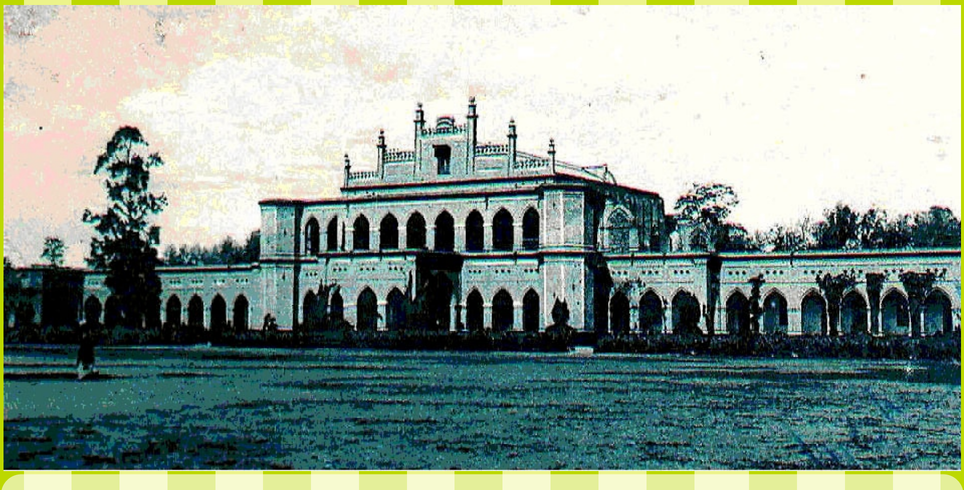

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K

181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.

Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987

ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

کون کسی بے کس کی دُعا سنتا ہے۔ جب وہ اس (خدا) سے دُعا کرتا ہے اور (اس کی) تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور وہ تم (دعا کرنے والے انسانوں) کو ایک دن ساری زمین کا وارث بنا دے گا۔ کیا (اس قادرِ مطلق) اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ تم بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ (النمل:63)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔“ (ترمذی کتاب الدعوات)

”انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔ اس لئے سجدے میں بہت دُعا کیا کرو۔“ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”دُعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں مگر کروڑ ہا راستبازوں کے تجارب نے اور خود ہمارے تجربہ نے اس مخفی حقیقت کو ہمیں دکھلا دیا ہے کہ ہمارا دُعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔“

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 240-241)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

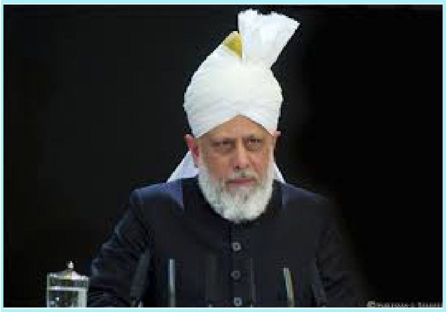

اے اللہ تو ہمیں ایسے راستے پر چلا، اس طرح ہماری راہنمائی فرما جو اچھا راستہ بھی ہو، نیکی کی طرف لے جانے والا راستہ بھی ہو اور پھر ہم اس پر چل کر نیکی کو حاصل بھی کر لیں۔ صرف راستے کی نشان دہی نہ ہو جائے بلکہ ہم اس پر چلتے رہیں اور نیکی کو حاصل بھی کر لیں اور پھر یہ کہ اپنے مقصود کو یعنی نیکی کو جلدی حاصل کر لیں اور اس کے بعد پھر مزید اگلے رستوں پر چلنا شروع کر دیں۔

(از خطبہ جمعہ 13 فروری 2009)

ہمارا خدا زندہ خدا بڑی قدرتوں والا خدا ہے

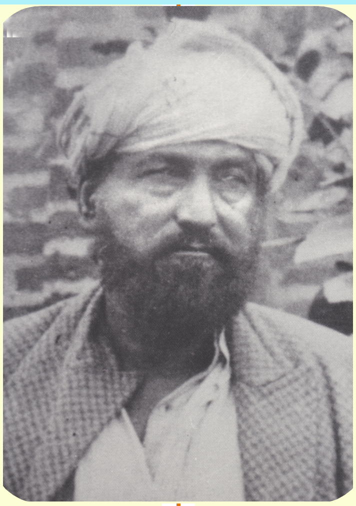

بعض بڑی عمر کے بوڑھے مجھے کہا کرتے تھے کہ تم تو بچے ہو اگر مرزا (غلام احمد) صاحب کے دعویٰ میں کوئی صداقت ہوتی تو تمہارے تایا حضرت میاں علم الدین صاحب جو اس زمانہ کے غوث اور قطب ہیں، ہر روز چالیس سپارے قرآنِ مجید کے پڑھتے ہیں، صاحبِ مکاشفات اور آنحضرت ﷺ کے حضوری بھی ہیں وہ نہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو تسلیم کر لیتے؟ اس قسم کے عذراتِ لنگ پر میں انہیں بہتیرا سمجھاتا مگر وہ یہی رٹ لگاتے رہے۔ آخر میں نے انہیں کہا کہ بتاؤ اگر (میرے تایا) حضرت میاں علم الدین صاحب میرے سیّد و مولیٰ حضرتِ مسیح قادیانی علیہ السلام کو نبی اور امام مہدی تسلیم کر لیں تو کیا تم لوگ حضور اقدس علیہ السلام کی بیعت سے انحراف تو نہیں کرو گے؟ تو ان لوگوں میں سے بعض نے جواب دیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت میاں علم الدین صاحب مرزا صاحب پر ایمان لے آئیں اور ہمارا سارا علاقہ ان کے پیچھے ایمان نہ لائے۔

احمدیت کے متعلق ان کی یہ آمادگی دیکھ کر میں نے حضرت تایا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ آپ حضرت (مرزا غلام احمد) مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق دعا کریں اور استخارہ بھی فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے میری درخواست پر استخارہ شروع کر دیا اور ادھر میں نے بھی آپ کے لئے دعا شروع کر دی۔ مجھے دعا کرتے ہوئے ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے شمال کی جانب بہت سے لوگوں کا ہجوم ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چارپائی پر (میرے تایا) حضرت میاں علم الدین صاحب کی لاش پڑی ہوئی ہے اور لوگ اسکے گرداگرد حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ ہمیشہ مرزا صاحب کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں اگر واقعی وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ کوئی نشان دکھائیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیسا نشان دیکھنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ میّت جو ہمارے سامنے پڑی ہے اسے آپ زندہ کر دیں۔ چنانچہ (دورانِ خواب) میں نے اسی وقت لاش کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت جلال سے کہا: ”قُم بِاذنِ الله“

میرا یہ کہنا تھا کہ حضرت میاں صاحب زندہ ہو کر بیٹھ گئے اور مجھے دیکھتے ہی السلام علیکم کہا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ (میرے تایا) حضرت میاں علم الدین صاحب کو خدا تعالیٰ ضرور حضرت سیدنا مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب کرے گا اور ایک نئی زندگی مرحمت فرمائے گا۔

اتفاق کی بات ہے کہ میں ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں کو تبلیغ کر رہا تھا اور وہ اپنے سابقہ دستور کے مطابق میرے تایا حضرت میاں صاحب ممدوح کی آڑ لے رہے تھے کہ اچانک آپ میری تلاش میں اُدھر آ نکلے اور دریافت فرمایا کہ میاں غلام رسول یہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں حاضر ہوں ارشاد فرمایئے۔ فرمانے لگے مجھے خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے اس بات کا نہایت صفائی کے ساتھ علم دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے سچے مامور اور امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ میں ان پر ایمان لے آیا ہوں۔ پھر آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میری بیعت کا خط حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں لکھ دیں۔

جب میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ اب تمہاری کیا مرضی ہے؟ تو ان میں سے بعض بدبختوں نے کہا کہ شیطان نے بلعم باعور جیسے ولی کا ایمان چھین لیا تھا حضرت میاں علم الدین صاحب کس شمار میں ہیں۔

(حیاتِ قدسی، تالیف حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ، صفحہ 35)

خشک پودے (عبدالمنان ناہید)

اپنی دِن رات کی دُعاؤں کو
تر کرو آنسوؤں کے پانی سے
آبیاری اگر نہ ہو اِن کی
خشک پودے تو پھل نہیں دیتے

مختصر خبریں

برکینا فاسو کے علاقے ددگو میں مسرور احمدیہ کالج کا قیام

خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پرشفقت اجازت سے ہماری ایسوسی ایشن برکینا فاسو کے علاقے ددگو میں مسرور احمدیہ کالج بنا رہی ہے۔ محترم امیر صاحب برکینا فاسو کی اطلاع کے مطابق حکومت سے کالج بنانے کی اجازت لے لی گئی ہے اور زمین بھی خرید لی گئی ہے۔ تقریباً ایک مہینے میں تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے نیکی کے اس کام میں شمولیت کی درخواست ہے۔

برکینا فاسو سے اطلاع ملی ہے کہ کالج کی تعمیر کے لئے سیمنٹ کے بلاکس وغیرہ کالج کے مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ بنیادیں کھودنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا ایک فرض جو ہم سب نے مل جل کر ادا کرنا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے:-

”میں سمجھتا ہوں ایسوسی ایشن اگر اپنے ممبران سے مستقل رابطہ رکھے اور ممبران خود بھی ایک جذبہ کے تحت اپنی اس درس گاہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو احمدی بچوں کے لئے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں“

(الفضل ربوہ 13 اکتوبر 2011)

پاکستان کے نادار اور مستحق احمدی طلبہ کی امداد کی بابرکت تحریک حضور انور نے جاری فرمائی ہوئی ہے، اس میں دل کھول کر حصہ لیں۔ یہ بچے ہمارے بچے ہیں اور ان کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔

مجلس عاملہ کی میٹنگ

ماہ ستمبر میں ہماری مجلس عاملہ کی میٹنگ میں مندرجہ ذیل پروگرام بنائے گئے:

- محترم رانا عبد الرزاق صاحب ہر ماہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے۔ کے دو تین ممبران کا انٹرویو لے کر المنار میں شائع کریں گے۔
- محترم مبارک صدیقی صاحب نے ممبران سے درخواست کی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے ضرور لکھتے رہیں اور اپنے قریب رہنے والے ایسوسی ایشن کے ممبران سے اخوت اور پیار کا تعلق بڑھائیں۔
- محترم اظہر اقبال صاحب ایسوسی ایشن کا یوٹیوب چینل بنائیں گے۔
- ایسوسی ایشن کے تمام ریجنل صدران اپنے اپنے ریجن میں علیل ممبران کی عیادت کے لئے پھول لے کر جائیں۔
- محترم عبد المنان اظہر صاحب ریجنل صدران کی مدد سے کالج کے لئے فنڈز اکٹھے کریں گے۔
- محترم ظہیر جتوئی صاحب ایک چیرٹی ڈنر کا اہتمام کریں گے۔
- محترم شفیق میر صاحب کی تجویز پر اتفاق کیا گیا کہ کالج کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ کا عطیہ دینے والوں کے نام کالج کے دفتر میں لگائی گئی تختی پر بغرض دعا تحریر کئے جائیں گے۔ محترم وسیم باری صاحب کی اس تجویز سے ایک اور پروگرام بھی طے پایا کہ کالج کے ایسوسی ایٹ ممبران کی نئی لسٹ تیار کی جائے اور انہیں مستحق طلباء کی مدد کے فوائد سے آگاہ کیا جائے۔

”المنار“ میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ جہاں اس سے آپ کے کاروبار میں فائدہ ہو گا وہیں غریب و نادار طلباء کی مدد بھی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔ رابطہ فرمائیں:

رانا عبد الرزاق خان۔ جنرل سیکرٹری۔ فون و واٹس ایپ: 00447886304637

نعتیہ کلام
درمدحِ سرورِ کائنات سیدنا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مبارک صدیقی

کسے ہجرتوں کا ملال ہے
کسے فرقتوں کا خیال ہے
جو گزر گئی ترؔی یاد میں
وہی شام، شامِ وصال ہے
ترا نام ہے ابھی زیرِ لب
یہ فضا ابھی سے گلاب ہے
یہ بھی جانتی ہے مری طرح
ترا نام لینا ثواب ہے

عطاءالمجیب راشد

محمدؐ کے سچّے غلاموں میں ہیں
جہاں میں کسی سے عداوت نہیں
محبت ہے دل میں سبھی کے لئے
کسی سے بھی دنیا میں نفرت نہیں
عشقِ احمدؐ کا پھل ہے مسیح الزماں
اپنے مہدی کی آمد ہوئی آپؐ سے
یہ بھی ختمِ نبوّت کا فیضان ہے
آج ہم کو خلافت ملی آپؐ سے
میں سخنور نہیں، میں تو کچھ بھی نہیں
مجھ کو توفیقِ مِدحت ملی آپؐ سے

چوہدری صفدر علی گجر

میں ہوجاواں قربان محمدؐ عربی توں
دل جان دیاں میں وار محمدؐ عربی توں
کُل دنیا دے سردار محمدؐ عربی توں
کُل دنیا دے سردار محمدؐ عربی توں

ڈاکٹر کاشف سمیع بھٹی

درِ حبیبؐ پہ سرنگوں کروں تو اُٹھایا نہ جائے
یہ سرکسی اور در پہ مجھ سے جھکایا نہ جائے

عبدالقدیر کوکب

آؤ حُسنِ یارؐ کی باتیں کریں
اس کے عشق و پیار کی باتیں کریں
یاد جس کی ہے ہر اک دل میں مدام
ہم اسی دلدار کی باتیں کریں

مقصودالحق

ہر اک دولت جو دامن میں پڑی ہے
تیرے کُوچے کی برکت سے ملی ہے
کمالِ عشق ہے یا بندگی ہے
ترے قدموں کو چُھو لے جو، ولی ہے
اگر مِدحت نہ ہو خیر الوریٰؐ کی
تو پھر کس کام کی یہ شاعری ہے

فاروق محمود

دفعتاً غم سے یہ دل چیخ اُٹھا صلِّ علیٰ
اب تو ہر زخم سے اُٹھتی ہے صدا صلِّ علیٰ
ہم کو اُسلوبِ محبت یوں سکھاتا ہے کوئی
جس کے پڑھنے پہ کروڑوں نے پڑھا صلِّ علیٰ
رُخِ زیباؐ کی طرف تیر چلے ہیں پھر سے
دستِ طلحہؓ کی طرح ہاتھ بڑھا صلِّ علیٰ

مبارک احمد ظفر

یہ کائنات بنائی گئی ہے جس کے لئے
یہ بزم سجائی گئی ہے جس کے لئے
سنا ہے میں نے جہاں ذکر اس کا کرتے ہیں
فرشتے نور کی مشکیں لئے اترتے ہیں

تعلیم الاسلام کالج۔میری یادوں کا گہوارہ

دوگام

(پروفیسر محمد شریف خان۔امریکہ)

انسان بچپن میں مستقبل کے لئے تگ ودو، جوانی میں حالات پر کنٹرول کرنے اور بڑھاپے میں ماضی کی کہانیوں میں گُم رہتا ہے۔

نقاشِ فطرت نے اشرف المخلوقات کے لئے زندگی کے ہر دور میں دلچسپیاں اوران کے حصول کی لگن لگا دی ہے کہ یہ حضرت زندگی بھر ان بھگولوں میں گزشتہ خواہشوں کے بے ہنگم اُڑتے تنکوں کو پکڑنے کا جتن کرتا رہتا ہے،لمحوں کوسلسلہ وار ڈھلتا ہوا دیکھتا رہتا ہے،اورایک دن بالآخر سکون پکڑ لیتا ہے۔بنجارہ لاد چلتا ہے،کہانی ختم ہو چکتی ہے۔تلاتم تھم جاتا ہے،سکون چھا جاتا ہے!

جب کبھی بچپن کی روپہلی وادیوں کے سحر میں خیالوں میں گم ہوتا ہوں، وہ دن میری سوچوں میں بار بار درآتا ہے،جب شروع سال 1946 میں مجھے پرائمری تعلیم الاسلام سکول میں داخل کر دیا گیا۔میرے لئے سکول اور سکول کا ماحول ایک حیرت کدہ سے کم نہ تھا۔گھر میں تو والدہ کی تادیب سے ادھراُدھر ہوکر بچا جا سکتا تھا،مگر سکول میں ماسٹر صاحب کی تادیب سے بچنا ممکن نہ تھا۔

تعلیم الاسلام پرائمری سکول : ہماری کچی پہلی جماعت، تعلیم الاسلام کالج اور ہائی سکول کی درمیانی حد پرواقعہ درختوں کی قطار میں واقعہ ایک گھنی چھاؤں والے شیشم کے درخت کے نیچے لگا کرتی تھی۔سکول کھلنے سے پہلے کلاس کا مانیٹر دو تین لڑکوں کو ساتھ لئے سکول کے سٹور سے چٹائیاں،بلیک بورڈ اور ماسٹر صاحب کی کرسی اُٹھوالاتا۔اس دوران دعا کی لمبی گھنٹی بجتی اور ہم سکول کے سامنے اسمبلی کے میدان میں اپنے اپنے مانیٹر کے پیچھے قطاروں میں کھڑے ہوجاتے۔

تین لڑکے ڈائس پر نمودار ہوتے اور بڑے جوش اورولولے کے ساتھ دعا کے الفاظ کہلواتے:

میری رات دن بس یہی صدا ہے
کہ اس عالمِ کون کا اِک خدا ہے
اُسی نے پیدا کیا ہے اس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو
وہ ہے ایک نہیں کوئی اسکا ہم سر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

دعا کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب کچھ اعلان کرتے اور ہم اپنی کلاسوں آ بیٹھتے۔ہماری کلاس کے انچارج محترم ماسٹر محمد بخش سولنگی مرحوم تھے۔محترم ماسٹر صاحب گاؤں سے سائیکل پر تشریف لاتے۔مانیٹر کے ’’کلاس سٹینڈ‘‘ کے جواب میں ساری کلاس کھڑی ہوجاتی،مانیٹر آگے بڑھ کر سائیکل پکڑ کر درخت کے تنے کے ساتھ کھڑا کر دیتا۔

کلاس کی حاضری ہوتی، لبیک۔لبیک! اور باقاعدہ پڑھائی کا آغاز قاعدہ یسرنا القرآن کے سبق سے ہوتا،پھر نماز دُہرائی جاتی،ماسٹر صاحب آموختہ سنتے،پھر اُردو،حساب وغیرہ کا سبق ہوتا۔

ماسٹر صاحب کُرتے کی سائیڈ جیب سے موٹی سی مسواک نکالتے اور آموختہ نہ سنا سکنے والوں کو مسواک کی چند ضربات سے سزا دیتے اور آئندہ یاد کرنے کی تلقین کرتے۔محترم ماسٹر صاحب نہایت سادہ طبیعت،شفیق، سفید، ڈھیلی ڈھالی پگڑی، قمیض اور تہمد میں ملبوس ، بڑی محبت سے پڑھاتے۔ماسٹر صاحب کا مسکراتا ہوا چہرا اب تک مجھے یاد ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔آمین۔

تفریح کی گھنٹی کے ساتھ ہی ہم بستے سے لنچ کا ڈبہ نکال لیتے،کھانے سے فارغ ہوتے ہی ظہر کی نماز کا وقت ہوجاتا،مسجد نور سے آذان کی آواز بُلند ہوتے ہی سکول اور کالج کے طلباء قطار در قطار مسجد نور پہنچتے،مسجد بھر جا

تی، نماز کے بعد درس ہوتا، اور ہم قطار در قطار اپنی کلاسوں میں پہنچ جاتے۔ پڑھائی شروع ہوتی۔ عام طور پر صبح پڑھا ہوا سبق دُھرایا جاتا، آخری پیریڈ شروع ہونے کے ساتھ ہی ہم دو گروپوں میں بٹ جاتے اور اِک دونی، اک ستا ستا... پہاڑوں کا یہ سلسلہ چھٹی کی لمبی گھنٹی کے ساتھ ختم ہو جاتا۔ ہم چٹائیاں وغیرہ لپیٹ کر سٹور میں پہنچا دیتے، اور بستے لئے مشرق، شمال کا رُخ کرتے، گرد آلود فضا کچھ دیر بعد صاف ہو جاتی۔

بچپن کی خواہشیں: تعلیم الاسلام ہائی سکول کی سادہ سی عمارت کے مقابل کالج کے شاندار بارُعب عمارت کے کشادہ اور وسیع برآمدے اور لمبی لمبی راہداریاں ہم جیسے کچی پکی میں پڑھنے والوں کو کھلے عام چھپن چُھپائی اور بھاگ دوڑنے کی دعوت دیتے۔ دو تین بار پہریدار کی سرزنش اور ہماری شامت کہ ہمیں بھائی منیر (جو بی ایس سی کے طالب علم تھے) اسوقت لیبارٹری میں پریکٹیکل کر رہے تھے نے مجھے وہاں بھاگتے دوڑتے دیکھ لیا۔ بس گھر گئے خوب کھچائی ہوئی اور ہمارے لئے کالج میں داخلہ ممنوع ٹھہرا لیکن ہمارے دوست اس نعمت سے چھپے چھپائے برابر مستفید ہوتے رہے۔ ہم تھے کہ کالج کی شاندار عمارت کو دور دور سے نظارہ کیئے رہتے۔

سکول میں داخلے سے پہلے بڑی آپا نے بتایا تھا، سکول سے کالج کہیں بڑا ہوتا ہے، سکول میں بچے اور کالج میں بھائی جان پڑھتے ہیں، جب سکول پاس کر لیتے ہیں تو کالج میں داخلہ لیتے ہیں۔ بڑی بڑی کتابیں پڑھتے ہیں (پھر سمجھ آئی کہ بھائی منیر کی میز پر اتنے بڑے بڑے ”کتابے“ کیوں پڑے رہتے ہیں) بھائی منیر کا کمرہ بیٹھک کے طور پر بھی استعمال ہوتا تھا، جس میں تصویروں سے مزّین کتابیں اور رنگ برنگی تصویروں والے رسالے بھی تھے۔ شومئی قسمت میں نے ایک رسالہ کھسکا لیا اور تصاویر کاٹ لیں۔ آخر پکڑا گیا، کھچائی ہوئی، بھائی جان کے کمرے میں داخلہ ممنوع ٹھہرا۔

بدلتے وقت: جیسے موسمِ گرما کی چھٹیاں شروع ہوئیں، گھر میں اکثر بڑے آپس میں ہم بچوں کی سمجھ سوچ سے بالا ہندوستان، پاکستان اور پارٹیشن کی باتیں کرتے، کچھ قادیان میں ہو رہا تھا، ہمیں گھر سے نکلنے کی مناہی تھی، سڑکوں گلیوں میں ٹریفک میں سامان اور لوگوں سے لدے گڈے آ شامل ہوئے تھے۔ مسجد میں جانا منع ہو گیا تھا، سب لوگ نماز وغیرہ گھر میں پڑھتے۔ ایک دن آنکھ بچا کر مسجد میں چلا گیا، مسجد میں قادیان کے اردگرد کے علاقے سے آئے لوگ رہ رہے تھے۔ خوف وہراس پھیل رہا تھا۔

آخر ایک دن ہم بسوں کے ذریعے لاہور پہنچے، وہاں سے اپنے گاؤں چکسان، اور پھر میرا پڑھائی کا سفر گکھڑ منڈی سے ہوتا ہوا تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سادہ سی عمارت سے ہوتا ہوا اسلامیہ کالج سول لائینز، اور پنجاب یونیورسٹی لاہور پہنچا۔ اس لمبے سفر کے دوران میرا بچپن کہیں گُم گیا، اور میں آپا کے کہنے کے مطابق بھائی جانوں کے کالجوں میں پڑھتا ہوا بھائی جان بن گیا اور تعلیم الاسلام کالج میں 1963 میں پڑھانے پر معمور ہوا۔

مجھے 1946 سے لیکر 1963 کا عرصہ تعلیم الاسلام پرائمری سکول سے تعلیم الاسلام کالج پہنچنے میں لگا، اور پھر یہاں 1999ء تک پڑھاتا رہا۔ جب پیچھے نظر کرتا ہوں تو دعائیں اور مقصد سے لگن کو پیچھا کیئے ہوئے پاتا ہوں۔ الحمدللہ۔

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کے لئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

مگر دِل ہے کہ اس کو جانتا ہے

کلام: مکرم چوہدری محمد علی صاحب

نہ میں اس سے، نہ وہ مجھ سے ملا ہے
مگر دِل ہے کہ اس کو جانتا ہے
یہ کیسی صبح کا چرچا ہوا ہے
اندھیرے میں نظر آنے لگا ہے
یونہی بھولے سے آ جاؤ کسی دِن
کہ اس گھر کا تو دروازہ کھلا ہے
کوئی آہٹ تو آئی ہے قفس میں
کہیں امید کا پردہ ہلا ہے
لرز اُٹھا ہے آدھی رات کا دِل
اندھیرے میں کوئی آنسو گرا ہے

حضرت حسن رہتاسی صاحبؓ

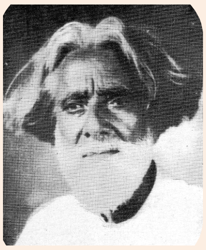

حضرت حسن رہتاسیؓ جماعت کے مزاحیہ شعرا کے سرخیل تھے۔ آپؓ کے والد حضرت منشی گلاب دین رہتاسی صاحبؓ بھی بہت اچھے شاعر اور اپنے علاقے کے مشہور واعظ تھے۔ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ حسن رہتاسی صاحبؓ کی مشہورِ عام پُرمزاح یادوں میں سے چند ایک ہدیہ قارئین ہیں:

سرگودھا کی وجہ تسمیہ

سرگودھا کے علاقے میں ''سر'' تالاب کو کہتے ہیں۔ حسن صاحب سرگودھا آئے تو باتوں باتوں میں کسی نے شہر سرگودھا کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہر ''گودھا'' نامی شخص کے نام پر ہے جس کا تالاب یہاں ہوتا تھا۔ حسن صاحب نے یہ وجہ تسمیہ سنی تو کہنے لگے تیری اس نکتہ نوازی پر حسن حیران ہے۔

دے دیا 'گودھے' کو پس از مرگ بھی 'سر' کا خطاب

سجع

وہ شعر یا مصرع جس میں کسی کا نام آ جائے سجع کہلاتا ہے۔ حسن صاحب کو سجع کہنے میں بھی کمال حاصل تھا۔ ایک دن ''گھسیٹا'' نامی ایک شخص نے کہا ہمارے نام کی سجع لکھیں تو جانیں۔ حسن صاحب نے چند لمحوں کے لئے گردن گریبان میں ڈالی، اُبھری تو یہ سجع زبان پر تھا۔

جسے میں نے سلایا فرشِ گل پر
مجھے اس گل نے کانٹوں پر ''گھسیٹا''

یہ سن کر حاضرین میں سے ایک شخص نے بڑا ہی مشکل نام اپنے ایک بمبئی کے دوست ''اسمٰعیل کوکاٹے'' کا پیش کر دیا۔ حسن صاحب نے سنتے ہی فی البدیہہ کہہ دیا۔

یہ ابراہیم کا دل ہے کہ ''اسمٰعیل کوکاٹے''

غزل..عبید اللہ علیم

کمالِ آدمی کی انتہا ہے
وہ آئندہ میں بھی سب سے بڑا ہے
کوئی رفتار ہوگی روشنی کی
مگر وہ اس سے بھی آگے گیا ہے
یونہی حیراں نہیں ہیں آنکھ والے
کہیں اک آئینہ رکھا ہوا ہے
اندھیرے میں عجب اک روشنی ہے
کوئی خیمہ دیا سا جل رہا ہے

طنز و مزاح

دوسری شادی

دوسری شادی کیلئے بیوی کی اجازت ضروری ہے۔ لیکن کئی لوگ اسی شش و پنج میں ہیں کہ یہ اجازت کیسے مانگی جائے۔ جو لوگ یہ کوشش کر چکے ہیں ان میں سے اکثریت کی ہڈیوں پر ابھی تک پلستر چڑھا ہوا ہے۔ تاہم رشید صاحب کی ہمت کی داد دینا پڑتی ہے جنہوں نے دھڑلے سے اپنی بیگم کے سامنے کہہ دیا کہ:

''میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت دو۔''

ایسی مردانگی کا مظاہرہ بھلا کون کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو اپنی رحمت سے منور فرمائے۔ آمین۔

مجھ سے ملنے کو آپ آئے ہیں
بیٹھیے، میں بُلا کے لاتا ہوں
(جون ایلیا)

تبصرہ کتاب ۔ دانشکدہ...مبارک صدیقی

مصنف محترم رانا عبدالرزاق خان صاحب ۔لندن

میری شناسائی مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب سے عرصہ دس سال سے ہے۔یہیں لندن میں ملاقات ہوئی۔1970ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف۔اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی۔اے کیا۔اب بھی مجلس انصار اللہ لندن میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔

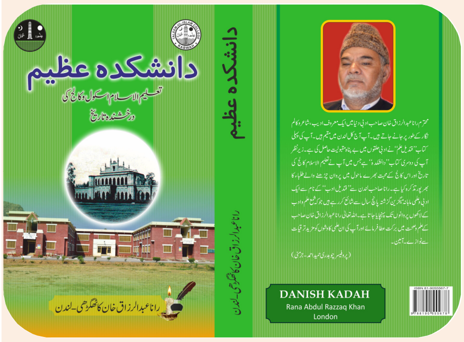

علم وادب سے انہیں بہت پیار ہے۔اخبارات میں کالم نگاری کے علاوہ مشاعرے بھی منعقد کرواتے رہتے ہیں۔اب تک بیسیوں مشاعرے کرا چکے ہیں۔میں جب 2014ء میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے کا صدر منتخب ہوا تو یہ سیکرٹری تجنید تھے،اب جنرل سیکرٹری ہیں۔کام بہت دلجمعی سے کرتے ہیں۔کتاب ہذا بھی ان کی محنت اور شوق کا مرقّع ہے۔اس میں انہوں نے کالج کی تاریخ کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔کوئی بھی کام انسان سو فیصد مکمل تو نہیں کرسکتا مگر پھر بھی اگر اس کی تفصیل کے نشیب وفراز کو بالترتیب بیان کردیا جائے۔تو کتاب کا مقصد پورا ہوجاتا ہے۔میرے خیال میں مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب نے اس کتاب کو لکھ کر عظیم کام کیا ہے۔اس کتاب کا مطالعہ کرکے جماعت کے ابتدائی اکابرین کے کردار کا پتا چلتا ہے۔حضرت مصلح موعودؓ کے تعلیم سے متعلق مصمّم ارادوں کا علم ہوتا ہے۔اور نافلہ موعود حضرت مرزا ناصر احمد کی کاوشوں کا ادراک ہوتا ہے۔پھر جماعت کی تعلیم کے متعلق منصوبہ بندی،اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔پھر اس کالج کے مقام کا پتا چلتا ہے۔اس کالج میں آنے والے وزراء اور اکابرین نے جلسہ تقسیم اسناد کے مواقع پر جوتبصرے کئے۔اور کمنٹس لکھے۔وہ اس عظیم کالج کے معیار کا پتا دیتے ہیں۔وہ بھی سب اس کتاب میں درج ہیں۔بہرحال مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب کی اس کاوش پر میں انہیں داد دیتا ہوں اور ان کی صحت کے لئے دعا گو ہوں۔آمین۔

نظامِ شمسی میں ایک لمبوترا مہمان سیارچہ

ستاروں کے درمیان واقع خلا سے ایک سیارچہ نظامِ شمسی میں داخل ہوا ہے جس کے بارے میں سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ وہ اب تک معلوم اجرامِ فلکی میں سے سب سے زیادہ لمبوترا ہے۔

اس سیارچے کو 19 اکتوبر کو دریافت کیا گیا تھا اور اس کی رفتار اور زاویے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نظامِ شمسی سے باہر کسی اور ستارے کے نظام سے آیا ہے۔

اس سے پہلے کہ یہ دوبارہ خلا کی پہنائیوں میں کھو جائے، ماہرینِ فلکیات اومُواموا کہلانے والے اس سیارچے کے مشاہدے کے لیے کوشاں ہیں۔

کیا ہم ستاروں بھری رات سے محروم ہو رہے ہیں؟

زمین پر مصنوعی روشنی میں اضافے کے منفی اثرات

زمین پر ہر سال مصنوعی روشنی میں دو فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔یہ بات خلا سے لی گئی تصاویر میں سامنے آئی ہے۔سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اجالے کی آلودگی سے کئی ملکوں میں رات کا سماں ختم ہو رہا ہے اور انسانوں، جانوروں اور پودوں پر اس کا منفی اثر پڑ رہا ہے۔

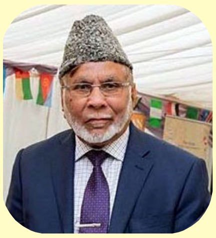

کاش ٹی آئی کالج اب بھی جماعت کے پاس ہوتا!

(مکرم بشیر احمد اختر صاحب۔ اولڈ سٹوڈنٹ و سابق لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

1958ء کے میٹرک کے امتحان میں پاس ہونے والے طلباء نے اچھے مارکس لئے اور ان میں سے اکثر ٹی آئی کالج ربوہ میں ہی داخل ہوئے اور جب ایف ایس سی کا امتحان ہوا تو ڈاکٹر حمید احمد خان مرحوم بورڈ میں فرسٹ آئے اور قریشی اعجاز صاحب نے F.A میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ مرزا ناصر احمد اور سعید چونڈہ نے بھی اچھے مارکس لئے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ اُس وقت پرنسپل تھے اور کالج کے ڈسپلن اور تعلیمی معیار کی بڑی دُھوم تھی۔ خاکسار بھی داخلہ کے لئے ڈرتا ڈرتا حضورؒ کے دفتر میں گیا اور خوشی خوشی باہر آیا کیونکہ آپ نے مجھ سے بہت ہی نرم لہجہ میں گفتگو کی اور سوالات کئے اور مجھے کہا کہ تم سکالرشپ کے حق دار ہو کیونکہ تمھارے مارکس 70 فیصد سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ مجھے تھوڑی سی رقم ادا کرنا پڑی اور حضورؒ کے لئے دل میں عزت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

جنرل ایوب خاں کا دور تھا۔ انہوں نے BSc (hons) تین سال کا کورس کر دیا تھا۔ چنانچہ FSc کرنے کے بعد خاکسار نے ٹی آئی کالج میں ہی داخلہ لے لیا اور کیمسٹری میرا major مضمون تھا۔ ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب کی زیرِ نگرانی اگلے تین سال میں BSc (hons) کی۔ ابھی اس کورس کو دو سال ہی گزرے تھے کہ اسکے خلاف ہڑتالیں شروع ہو گئیں اس لئے دو سال کے بعد BSc کا امتحان بھی ہوا۔ اس طرح ہمیں BSc اور BSc (hons) کی دو ڈگریاں مل گئیں۔

ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ٹی آئی کالج میں باسکٹ بال ٹیم نے خوب نام کمایا اور پھر مختلف مقابلہ جات میں انعامات لئے۔ ربوہ کالج اس گیم کا پنجاب کا سنٹر بن گیا اور سالانہ مقابلے بھی منعقد ہونا شروع ہو گئے۔ جس میں پاکستان کی اچھی اچھی ٹیمیں حصہ لیتی تھیں۔ مکرم پروفیسر نصیر خاں صاحب مرحوم نے مجھے بھی اس گیم کی پریکٹس کے لئے بلوایا لیکن میں نے معذرت کر دی اور کالج کی والی بال ٹیم کا ممبر ہونے پر ہی اکتفا کیا۔ بی ایس سی آنرز کا آخری سال شروع ہوا تو سائنس سوسائٹی کے الیکشن میں حصہ لیا اور مجھے سائنس سوسائٹی کا صدر چُن لیا گیا۔ طلباء اور اساتذہ نے کئی مقابلے لڑے اور دونوں نے تجاویز بھی دیں کہ کس طرح کالج میں سائنس کی ترقی ہو سکتی ہے۔

1962-63ء کا ہی سال تھا کہ ہم کیمسٹری کے طلباء برآمدہ میں کھڑے تھے کہ اچانک حضورؒ اپنے گھر سے تشریف لے آئے اور اتنا وقت نہ تھا کہ ہم غائب ہو جاتے لیکن آپکی شفقت کا اندازہ لگائیں کہ ہمارے پاس آ کر رُک گئے اور ایک غیر از جماعت طالب علم سے سوال کیا کہ یہ عینک کب لگی ہے اور پھر ساتھ ہی نسخہ بھی بتا دیا کہ جسکے استعمال سے عینک اتر سکتی ہے۔ یعنی کالی مرچ، چینی اور سونف پیس کر پاؤڈر دن میں دو تین بار استعمال کریں۔ کیا ہی شفیق اور مہربان انسان تھے آپ۔ ہمیں مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم نے اسلامیات پڑھائی۔ چوہدری حمید اللہ اور چوہدری ناصر احمد صاحب سے ریاضی پڑھا۔ مکرم پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم اور مکرم عاطف صاحب مرحوم سے فزکس پڑھی۔ مکرم ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب مرحوم اور مکرم مبارک احمد انصاری صاحب سے کیمسٹری پڑھی۔ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب سے انگریزی پڑھی۔ مکرم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم اور مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب سے پڑھا تو نہیں لیکن اُن سے واسطہ ضرور پڑا۔ سب اساتذہ ایک دوسرے سے بڑھ کر محسن اور رحم دل تھے۔ ہمارے ہوتے ہوئے ہی بعض نوجوان سٹاف میں شامل ہوئے۔ ان میں مکرم پرویز پروازی صاحب، مکرم چوہدری حمید احمد صاحب اور مکرم وینس صاحب یاد ہیں۔ یہ سب کالج کی رونق تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مرحوم اساتذہ کے درجات بلند فرماوے اور جو زندہ ہیں انکی صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین۔